أئمہ جرح وتعدیل کی مخصوص اصطلاحات: ایک تحقیقی جائزہ

ڈاکٹر کریم داد* محمد سعید شفیق**

Abstract

Special Terms of Scholars of *'Ilm al-Jarḥ wa Ta'dīl*: An Overview

The science through which a *Ḥadīth* is analyzed is called the *'Ilm al-Jarḥ wa al-Ta'dīl*. This science is regarded as a very cautious and difficult art. It is a yard stick to scrutinize a *Ḥadīth* and help to explore whether the *Ḥadīth* is authentic or fabricated. The specialists of this science are called *'Ilm al-Jarḥ wa al-Ta'dīl*. To analyze a *Ḥadīth*, the scholars have used different terminologies regarding the narrators in the chain or narration (Sanad).This paper is an attempt to discuss the various terms being used in the books of the science of *al-Jarḥ wa al-Ta'dīl*.

Keywords: *Ḥadīth; al-Jarḥ wa Ta'dīl; Narrators; Terminologies.*

اسلام دین فطرت ہے جس کی جملہ تفصیلات وجزئیات کا علم قرآن مجید اوراحادیث نبویہ کے ذریعے ہوتا ہے۔اسلامی تعلیمات کے ان دونوں سرچشموں کی نوعیت لازم وملزوم کی سی ہے۔انہیں اگر ایک دوسرے سے جدا کرنے کی کوشش کی جائے تو اسلامی تہذیب وتمدن کے ایوان کی بنیاد ختم ہو جاتی ہے۔ قرآن مجید اگر وحی متلو ہے تو حدیث وحی غیر متلو۔جس محفوظ طریق پر قرآن مجید کا نزول ہوا، اس کے اصولوں اوراحکامات کی تشریح وتوضیح بھی پوری حفاظت اور ذمہ داری کے ساتھ انہی ہاتھوں میں محفوظ ہوئی۔ آپ، نے اگر ایک طرف حدیث کو یاد کرنے اور اس کی حفاظت واشاعت کی فضیلت بیان فرمائی تو دوسری طرف کوئی جھوٹی بات منسوب کرنے پر سخت وعید بھی سنائی ، فرمایا: "مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا، فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ" یعنی "جس نے جان بوجھ کر میری جانب کوئی جھوٹی بات منسوب کی تو اسے چاہئے کہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے"۔[۱]

رسول اللہ، کی حیات طیبہ کے بارے میں تفصیلی معلومات کا اہم ذریعہ احادیث ہیں۔احادیث اور اس سے متعلق معلومات کی تدوین امت مسلمہ کا ایسا کارنامہ ہے جو اس سے پہلے کسی اور قوم نے انجام نہیں دیا۔علم حدیث میں کسی بھی حدیث کے دو حصے مانے جاتے ہیں: ایک سند اور دوسرا متن۔ سند سے مراد وہ حصہ ہوتا ہے جس میں حدیث کی کتاب کو ترتیب دینے والے امام حدیث سے لے کر رسول اللہ، تک کے تمام رواۃ کی مکمل یا نامکمل زنجیر کی تفصیلات بیان کی جاتی ہیں۔

متن" حدیث کا اصل حصہ ہوتا ہے جس میں رسول اللہ ﷺ کا کوئی ارشاد، آپ کا کوئی عمل یا آپ سے متعلق کوئی حالات بیان کئے گئے ہوتے ہیں۔سند کی تحقیق میں سند کا حدیث کی کتاب کے مصنف سے لے کر رسول اللہ ﷺ تک ملا ہوا ہونا اور راویوں پر جرح وتعدیل شامل ہیں۔حدیث کا متن حدیث کی سند پر موقوف ہے۔سند صحیح متصل سے کوئی بات ثابت ہو جائے تو اس کی تمام ذمہ داریاں لازم آجاتی ہیں، حدیث اگر حجت ہے اوراس پر عمل واجب ہے۔ لہذا اس کی سند معلوم کرنا اوراسکے راویوں

---

* اسسٹنٹ پروفیسر، ڈیپارٹمنٹ آف اسلامک سٹڈیز، عبدالولی خان یونیورسٹی، مردان

** پی ایچ۔ڈی ریسرچ سکالر، ڈیپارٹمنٹ آف اسلامک سٹڈیز، عبدالولی خان یونیورسٹی، مردان

کی جانچ پڑتال کرنا سب علم دین قرار پائے گا۔

ہر خبر کی تفتیش کا سلیقہ ہر انسان نہیں رکھتا، بعض خبریں ایسی ہوتی ہیں؛ کہ ان کی تفتیش خاص افراد ہی کر سکتے ہیں، یہ تفتیش کے محکمہ جات کی طرف اشارہ ہے، ہر خبر کی تحقیق کے لیے اس کی مناسب اہلیت درکار ہوتی ہے۔

ان بنیادی اصول کی روشنی میں مذہب اسلام جتنی ترقی کرتا رہا، اسی قدر اس کے تنقید کے اصول بھی ساتھ ساتھ ترقی کرتے رہے؛ حتی کہ اسناد، اسماء الرجال، جرح وتعدیل اور احوال رواۃ ہر ایک کے لیے جدا جدا مستقل فن مرتب ہوگئے، اور محدثین عظام نے تمام موضوعات پر گراں قدر کتب تصنیف کیں۔

احادیث نبویہ کی حفاظت کے لیے محدثین عظام نے مختلف علوم وفنون ایجاد کئے، انہیں علوم میں سے ایک اہم اور مشکل علم جرح وتعدیل کا بھی ہے، زیرِ نظر مقالہ میں اسی علم کے ایک اہم پہلو "ائمہ جرح وتعدیل کی مخصوص اصطلاحات" کا تحقیقی جائزہ پیش کیا گیا ہے۔

جرح کی لغوی اور اصطلاحی تعریف

جرح دراصل راوی کی عدالت یاضبط پر ایسی تنقید کا نام ہے جس سے اسکی حیثیت داغدار اور مجروح ہو جائے، لغت میں جرح کے اصل معنی اسلحہ سے زخمی اور مجروح ہونے کے ہیں: "جرحه يَجْرحه جرحا، أثر فِيه بالسِّلَاح"۔[۲]

حافظ ابن اثیر الجزریؒ لکھتے ہیں: "هو وصف الراوي بما يقتضي تليين روايته أو تضعيفها أو ردها"۔[۳]

اصطلاح محدثین میں جرح سے مراد "راوی کے اس وصف کا بیان ہونا ہے جس سے اس کی عدالت اور ضبط کو عیب دار بنائے جس سے اس کی روایت کمزور یا مردود ہو جائے۔"

تعدیل کی لغوی اور اصطلاحی تعریف

تعدیل کا مادہ (عدل) ہے. یہ لفظ ظلم کا متضاد ہے۔ عدل وہ لوگ کہلاتے ہیں جن کی بات پسندیدہ اور قابلِ قبول ہو: "العدل من الناس: المرضى قوله وحكمه"۔ [۴] اور عدل وعادل وہ شخص کہلاتے ہیں جن کی گواہی میں کوئی مضائقہ نہ ہو:

حافظ ابن حزمؒ نے عدل کی اصطلاحی تعریف یوں کی ہے: "العدل هو القيام بالفرائض واجتناب المحارم والضبط لما روى واخبر به فقط" [۵] "عدل سے مراد فرائض کا قیام اور حرام چیزوں سے بچنا ہے اور وہ چیز جو روایت کرے اور بتائے اس کو اچھی طرح سے یاد کرنا ہے۔"

تعدیل کا مطلب ہوا تحقیق کے بعد کسی کو معتبر یا عادل قرار دینا۔

علم الجرح والتعدیل کی تعریف

علم جرح وتعدیل کی سب سے قدیم تعریف حافظ عبد الرحمن ابن ابی حاتم نے کی ہے: "أظهر أحوال أهل العلم من كان منهم ثقة أو غير ثقة" [۶] یعنی "اہل علم کے احوال کا ظاہر کرنا کہ ان میں کون ثقہ ہے اور کون غیر ثقہ "۔

علم جرح وتعدیل کی مشہور تعریف یوں ہے: "علم يبحث فيه عن جرح الرواة وتعديلهم بألفاظ مخصوصة وعن مراتب تلك الألفاظ [۷] یعنی "علم جرح وتعدیل ایسا علم ہے جس کے ذریعے راویوں کے جرح وتعدیل کے بارے میں مخصوص کلمات اور ان کے مراتب کے بارے میں بحث کی جاتی ہے"۔

ائمہ جرح وتعدیل کی مخصوص اصطلاحات

رواۃ حدیث کی تجریح وتعدیل اور ان کے مراتب کی معرفت کے لیے کچھ مخصوص کلمات متعین کئے گئے ہیں، جن سے ان کے درجات کا پتہ چلتا ہے اور اسی حساب سے ان کی مرویات پر حکم لگایا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ کچھ کلمات ایسے ہیں جو عام قاعدے کے برخلاف مخصوص مرتبہ پر دلالت کرتے ہیں، اور یہ صاحبِ قول کی خصوصی مصطلحات ہیں، جن کا جاننا از حد ضروری ہے، جیسا کہ حافظ ابن کثیرؒ لکھتے ہیں: "وثم اصطلاحات لأشخاص ينبغي التوقف عليها"۔[۸]

چند مشہور کلمات درج ذیل ہیں:

۱. إرم به: یہ جملہ امام عبداللہ بن مبارکؒ نے کئی رواۃ کے بارے میں استعمال کیا ہے، اور اس کا مقصد ان کو متروک ظاہر کرنا ہے۔ جیسے کہہ رہے ہوں: "اترکہ" یعنی "اسے چھوڑ دو"۔[۹]

۲. بين يدی عدل: یہ تجریح کے لئے مستعمل جملہ ہے۔ عدل سے مراد ابن سعد العشیرہ نامی ایک سپاہی ہے، جو یمن کے بادشاہ تبع کی فوج میں تھا۔ بادشاہ جب کسی بندے کو مارنا چاہتا تھا تو اسی عدل کے حوالے کر دیتا تھا۔ اس طرح یہ ایک محاورہ بن گیا اس شخص کے بارے میں جو ہلاکت کے قریب ہو۔ لہٰذا نقاد حدیث نے تجریح کے لئے استعمال کیا ہے، حافظ سخاویؒ لکھتے ہیں: "واصل ذلك مثل عند العرب فقد كان أحد التبابعة (ملوك اليمن) إذا أراد أن يقتل أحدا دفعه إلى واليه على شرطة واسمه (عدل) من بني سعد العشيرة فمن وضع على يديه فقد تحقق هلاكه"۔[۱۰]

۳. تركه شعبة :حافظ ابن تیمیہؒ لکھتے ہیں: تركه شعبة فمعناه أنه لم يرو عنه" یعنی "تركه شعبة کا مطلب یہ ہے کہ اُنہوں نے اس راوی کی روایت نہیں لی۔

۴. ذاهب الحديث: وہ راوی ہے جس کی روایت لکھنے اور بیان کرنے کے قابل نہ ہو۔[۱۲]

۵. ساقط: حافظ ابن حجرؒ لکھتے ہیں: مَن لم يُوفّق البتَّة، وضَعُفَ مع ذلك بِقادحٍ[۱۳] یعنی "وہ راوی ہے جس کی موافقت کسی [اور راوی] نے نہ کی ہو اور ساتھ ہی کسی علتِ قادحہ کیوجہ سے ضعیف ہو۔"

۶. سكتوا عنه :یہ امام بخاریؒ کی خاص اصطلاح ہے۔ اس کے ظاہری معنی یہ ہیں کہ ائمہ نے اس کے بارے میں کچھ نہیں کہا، بلکہ جرح وتعدیل کے اعتبار سے سکوت اختیار کیا ہے، لیکن حقیقت میں امام بخاریؒ کے ہاں ایسا نہیں ہے۔ وہ جب کسی کے بارے میں "سکتوا عنہ" کہتے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ وہ متروک ہے جو جرح کا چوتھا مرتبہ ہے۔

امام بخاریؒ فرماتے ہیں: "وإذا قالوا: فكذلك لا أروي عنهم" [۱۴] یعنی "جن راویوں کے بارے میں سكتوا عنه کے الفاظ استعمال کئے جائیں میں ان کی روایت نہیں لیتا"۔

حافظ ذہبیؒ لکھتے ہیں: أما قولُ البخاري: (سكتوا عنه)، فظاهِرُها أنهم ما تعرَّضوا له بجَرْح ولا تعديل، وعَلِمنا مقصدَه بها بالاستقراء: أنها بمعنى تركوه" [۱۵] یعنی "امام بخاریؒ جب کسی راوی کے بارے میں سکتوا عنہ کے الفاظ استعمال کرتے ہیں، تو اس سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ محدثین نے اس کی جرح یا تعدیل نہیں کی ہے بلکہ اس معاملہ میں خاموشی اختیار کی ہے، لیکن استقراء سے معلوم ہوا کہ ان کا مقصد اس لفظ کے استعمال سے یہ ہوتا ہے کہ محدثین نے اس راوی سے

روایت نقل کرنا چھوڑ دیا ہے"۔

۷. صالح الحدیث: امام ابن مہدیؒ کے نزدیک صالح الحدیث وہ راوی ہے جس میں کوئی ضعف تو ہو لیکن آدمی سچا ہو۔[۱۶]

۸. کذا و کذا: یہ جملہ امام احمدؒ اس راوی کے بارے میں استعمال کرتے ہیں، جس کا حافظہ کمزور ہو۔ حافظ ذہبیؒ لکھتے ہیں: "هذه العبارة يستعملها عبد الله بن أحمد كثيرا فيما يجيبه به والده، وهي بالاستقراء كناية عمن فيه لين"۔[۱۷]

۹. لا أعرفه: امام یحییٰ بن معینؒ اگر کسی راوی کے بارے میں ارشاد فرمائے تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ وہ اس کی روایات اور احوال کا علم نہیں رکھتے، حافظ ابن عدیؒ فرماتے ہیں: "وقول يحيى بن معين لا أعرفه كأن يحيى إذا لم يكن له علم ومعرفة بأخباره ورواياته يقول لا أعرفه"۔[۱۸]

۱۰. ليس بشي: "کچھ بھی نہیں" کا عام مطلب یہ ہے کہ راوی التفات کے قابل نہیں ہے، لیکن ہر ماہر فن اس کا یہ مراد نہیں لیتا۔ امام یحییٰ بن معینؒ کے نزدیک وہ راوی ہے جس کی احادیث نہایت کم ہوں، حافظ ابن حجرؒ لکھتے ہیں: "وذكر ابن القطان الفاسي أن مراد ابن معين بقوله في بعض الروايات ليس بشئ يعني أن أحاديثه قليلة جدا"۔[۱۹]

جبکہ بعض کے نزدیک وہ اس سے جرح شدید مراد لیتے ہیں جیسا کہ شیخ أبو بکر الأثری نے اپنی بحث میں اس بات پر تحقیق کی ہے۔[۲۰]

۱۱. ليس به بأس: امام ابن معینؒ جس راوی کے بارے میں کہے تو وہ راوی ان کے نزدیک ثقہ ہوتا ہے۔[۲۱]

۱۲. ليس بالقوي: اس کا استعمال ایسے راوی کے لیے کیا جاتا ہے جس کی روایت لکھنے کے قابل تو ہے لیکن لین الحدیث سے کم تر ہوتا ہے۔ حافظ ابن تیمیہؒ لکھتے ہیں: "ليس بقوي في الحديث عبارة لينة تقتضي أنه ربما كان في حفظه بعض التغير ومثل هذه العبارة لا تقتضي عندهم تعمد الكذب ولا مبالغة في الغلط"۔[۲۲]

۱۳. ليس بقوي في الحديث یعنی حدیث میں قوی نہیں ہے۔ یہ نرم ترین عبارت ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ راوی کا حافظہ کچھ متغیر ہے۔ اس قسم کی عبارت کا مطلب یہ نہیں ہوتا کہ راوی قصداً عمداً جھوٹ بولتا ہے۔ اس کا مطلب غلطی میں مبالغہ کرنے کے بھی نہیں۔ حافظ ذہبیؒ لکھتے ہیں: "ليس بقوي ليس بجرحٍ مفسِدٍ" یعنی "کسی راوی کو لیس بالقوی کہنا مفسد جرح نہیں ہے"۔[۲۳]

استقراء سے معلوم ہوا ہے کہ امام ابو حاتمؒ اسے اُس راوی کے لیے استعمال کرتے ہیں جو قوی اور ثبت کے درجہ کو نہ پہنچا ہو۔ البتہ امام بخاریؒ اس کا اِطلاق ضعیف راوی پر کرتے ہیں: "وبالا ستقراءِ إذا قال أبو حاتم : (ليس بالقوي) ، يُريد بها : أنَّ هذا الشيخ لم يَبلُغ درَجَة القويِّ الثَّبْت والبخاريُّ قد يُطلقُ على الشيخ : (ليس بالقوي)، ويريد أنه ضعيف"۔[۲۴]

۱۴. مجهول: امام ابو حاتمؒ کے کسی راوی کو مجہول کہنے اور دیگر محدثین کے مجہول کہنے میں فرق ہے۔ امام ابو حاتمؒ مجہول سے مجہول الحال مراد لیتے ہیں اور دیگر محدثین اُس سے مجہول العین مراد لیتے ہیں۔ اس لیے ابو حاتم اگر کسی راوی کو مجہول کہیں تو اس سے دھوکا نہیں کھانا چاہیے جب تک کہ دوسرے ائمہ جرح وتعدیل نے اُن سے اتفاق نہ کیا ہو۔ چنانچہ حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ حکم بن عبد اللہ ابو النعمان البصری کو امام ابو حاتمؒ نے مجہول کہا ہے حالانکہ وہ مجہول نہیں ہیں۔ اُن

سے چار ثقہ راویوں نے روایت کی ہے، اورامام ذہبیؒ نے اُنہیں ثقہ قرار دیا ہے۔[۲۵]

۱۵. **منکر الحدیث:** یہ اصطلاح ائمۂ فن کے نزدیک جرح کے لئے استعمال کی جاتی ہے، جبکہ اس سے مراد مختلف درجات کی جرح ہوتی ہے۔ کبھی تو راوی کی روایت اعتبار کے درجہ میں باقی رہتی ہے اور کبھی جرح شدید مراد ہوتی ہے جس سے اس کی روایت محتج بہ ہی نہیں رہتی۔ یہ سب معلومات اسی کلمہ کے ساتھ مقارن دوسرے کلمہ سے واضح ہو جاتی ہیں جیسا کہ اکثر ائمہ کا طریقہ ہے، یا پھر دوسرے علماءِ جرح کے اقوال پر نظر سریعہ سے وضاحت ہو جاتی ہے۔[۲۶] یہ عام علماء فن کے نزدیک اس لفظ کا استعمال ہے جبکہ کچھ علماء اس کے بارے میں انفرادی حیثیت رکھتے ہیں، لہٰذا ان کے نزدیک اس کے مختلف معنی مراد ہوں گے جیسا کہ امام بخاری کا صنیع ہے۔[۲۷]

۱۶. واهي الحديث: "مَن لم يُوَفَّق البتة، وضَعُفَ مع ذلک بقادحٍ" [۲۸] یعنی "وہ راوی ہے جس کی موافقت کسی نے نہ کی ہو اور کسی علتِ قادحہ کی وجہ سے ضعیف ہو۔

۱۷. يكتب حديثه ولا يحتج به: حافظ ابن تیمیہؒ لکھتے ہیں: امام ابو حاتمؒ صحیحین تک کے راویوں کے بارے میں لکھتے ہیں کہ فلاں کی حدیث لکھی جائے مگر اس سے احتجاج نہ کیا جائے۔ یہ اس لیے کہ وہ حجۃ کا لفظ اُن معنوں میں استعمال نہیں کرتے جن معنوں میں جمہور اہل علم اسے استعمال کرتے ہیں: "وأما قول أبي حاتم : يكتب حديثه ولا يحتج به، فأبو حاتم يقول مثل هذا في كثير من رجال الصحيحين وذلك أن شرطه في التعديل صعب والحجة في اصطلاحه ليس هوالحجة في جمهور أهل العلم"۔[۲۹]

خلاصہ

اسلامی تعلیمات کی رو سے ہر خبر کی جانچ پڑتال ضروری ہے۔ حدیث کی صحت اور ضعف معلوم کرنے کے لئے مسلمانوں کے ہاں بالخصوص جو علم متعارف کیا گیا، وہ علم جرح و تعدیل یا علم اسماء الرجال ہے۔ اس کے ماہرین ائمہ جرح و تعدیل کہلائے جاتے ہیں۔ یہ ایک مشکل فن ہے، جس میں حدیث کی سند میں موجود رواۃ کے احوال کی روشنی میں ان پر ثقاہت یا عدم ثقاہت کا حکم لگایا جاتا ہے، جو بعد میں حدیث کی صحت و ضعف پر اثر انداز ہوتا ہے۔

حواشی و حوالہ جات

---

[۱] البخاری، محمد بن اسماعیل. الجامع الصحیح. ط۹: ۱۴۲۲ھ، دار طوق النجاۃ، بیروت، کتاب الجنائز، باب مایکرہ من النیاحۃ علی المیت

[۲] ابن سیدہ، علی بن اسماعیل. المحکم والمحیط الاعظم. ط: ۱۴۲۱ھ، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۳/۴۷

[۳] ابن الاثیر. جامع الاصول. ط: ۲۰۰۵ء، دار إحیاء التراث العربی، بیروت، ۱/۱۲۶

[۴] لسان العرب، ۹/۳۸

[۵] ابن حزم. الإحکام فی أصول الأحکام. ط: ۱۴۲۵ھ، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، ۱/۱۴۵

[۶] خطیب بغدادی. الکفایہ. ط: ۱۴۳۰ھ، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، ص۳۸

[۷] خان، محمد صدیق حسن. ابجد العلوم. ط: دار ابن حزم، بیروت، ۲/۲۱۱

[8] ابن کثیر. اختصار علوم الحدیث. ط: ١٤٣٢ھ، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، ص١٠٦

[9] سخاوی، شمس الدین. فتح المغیث. ط: ١٣٩٦ھ، مطبعۃ الأعظمی الھند، ١/٣٧١

[10] نفس مصدر، ١/٣٧٨

[11] ابن تیمیہ، تقی الدین. مجموع الفتاوی. ط: ١٤١٦ھ، مجمع الملک فھد لطباعۃ المصحف الشریف، مدینہ منورہ، ٢٤/١٥٤

[12] الکفایہ، ص٢٣

[13] عسقلانی، ابن حجر. تقریب التھذیب. ط: ١٤٠٦ھ، دار الرشید، حلب، سوریا، ١/٢٥

[14] البخاری، محمد بن اسماعیل. التاریخ الاوسط. ط: ١٤٢٠ھ، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، ٢/١٠٧

[15] ذہبی، شمس الدین. الموقظہ. ط: ١٤٠٥ھ، مکتب المطبوعات الإسلامیہ، حلب، ص٨٣

[16] الکفایہ، ص٢٢

[17] ذہبی، شمس الدین. میزان الاعتدال. ط: ١٣٨٢ھ، دار المعرفۃ، بیروت، ٤/٤٨٣

[18] ابن عدی. الکامل فی ضعفاء الرجال. ط: ١٤٢٥ھ، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، ٢/٤١٠

[19] عسقلانی، ابن حجر. مقدمہ فتح الباری. ط: ١٤٠٠ھ، توزیع رئاسۃ البحوث العلمیۃ والإفتاء والدعوۃ والإرشاد الریاض، ص١٢٤

[20] الأثري، أبو بكر الغزي. فتح العلي المعين بتبين المراد من مقولة ليس بشيء عند ابن معين. ط: ١٤٣٤هـ ص٧٨

[21] الکفایہ، ١٢٢

[22] مجموع الفتاوی، ٢٤/١٥٤

[23] الموقظہ، ٨٣

[24] نفس مصدر

[25] مقدمہ فتح الباری، ٣٩٨

[26] الجدیع، عبد اللہ. تحریر علوم الحدیث. ط١: ١٤٢٤ھ، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت، ١/٤٠٠

[27] تحریر علوم الحدیث، ١/٤٠١

[28] تقریب التھذیب، ١/٢٥

[29] مجموع الفتاوی، ٢٤/١٥٤